دبستانِ پٹنہ اور اردو تدوینِ متن کی روایت

ڈاکٹر عظمت رباب
اسسٹنٹ پروفیسر اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

TRADITION OF EDITING IN URDU
THE ROLE OF PATANA'S SCHOOL OF EDITING

Azmat Rubab, PhD
Assistant Professor of Urdu, LCWU, Lahore

Abstract

Patna School has played a significant role in the tradition of textual editing in Urdu language. This school is also known as the *Bihaar* School of textual editing. Its major contributors are *Qazi Abdul Wadood, Kaleem ud Deen Ahmed* and *HameedAzeem Abadi* who edited many famous texts. These include texts like *Diwan-e-Joshish, Diwan-e-Jahan* and *Kuliyaat-e-Shaad*. Linguistic characteristics have also been described in introduction of these edited texts. The paper presents an overview of the Patna School of textual editing side by side its salient characteristics.

Keywords: دبستان، قاضی عبدالودود، عظیم آباد، دیوان جوشش، شعر، پٹنہ، عربی حرفِ چند، عیارستان، اشتر وسوزن، ری چیک

تدوین کی روایت میں دبستانِ پٹنہ کی اپنی خصوصیات ہیں ۔ اس دبستان میں قاضی عبدالودود، کلیم الدین احمد اور حمید عظیم آبادی کے علاوہ دیگر مدونین بھی شامل ہیں ۔ قاضی عبدالودود کی حیثیت ان میں سرخیل کی ہے ۔ انھی کے اصولوں اور قواعد کی پابندی دیگر محققین کے ہاں نظر آتی ہے ۔ قاضی عبدالودود کے ہاں حوالے میں احتیاط کا عنصر پایا جاتا ہے ۔ اس دبستان کے تحت عظیم آباد کے بہت سے مصنفین کی تحریریں محفوظ کی گئی ہیں ۔ ان مدونین کے مدوّن متون کا تجزیہ درج ذیل ہے: سب سے پہلے قاضی عبدالودود کی تدوین کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے اور پھر دیگر مدونین کا ۔

قاضی عبدالودود

قاضی عبدالودود ۱۸۹۶ء ۔ ۱۹۸۴ء نے درج ذیل متون کی تدوین کی ہے:

۱۔ **دیوانِ جوشش**: قاضی عبدالودود نے دیوانِ جوشش کو مرتب کیا ہے جو انجمن ترقی اردو ہند دہلی سے ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا ۔ عرضِ حال میں مرتب نے دیوان جوشش کے قلمی نسخوں کی دستیابی، جوشش کے واقعاتِ زندگی کی عدم دستیابی اور حواشی کی معلومات کو مختصراً درج کیا ہے ۔ لکھتے ہیں:

> ''دیوان کا قلمی نسخہ جناب عبدالرشید نیموی سے مستعار ملا ہے ۔ مرتب اس عنایت کے لیے ان کا نہایت ممنون ہے ۔ بدقسمتی سے یہ نسخہ بہت سقیم حالت میں ہے اور بے انتہا غلط لکھا ہوا ہے ۔''(۱)

مقدمہ میں سب سے پہلے تذکروں میں موجود جوشش کے ذکر سے متعلق اقتباسات کو درج کیا ہے ۔ مرتب نے حواشی کے عنوان کے تحت اپنے درج کردہ حواشی کے طریق کار کی وضاحت کی ہے اور اس کے فوراً بعد متن سے قبل حواشی درج کر دیے ہیں ۔ انھوں نے طریق کاریوں بیان کیا ہے:

''صفحوں کا شمار نشان - کے اوپر ہے، اشعار یا مصرعوں کا شمار اس کے نیچے یا اس کے بعد ہے ۔ حصہ اول، دوم و سوم میں اشعار کے شمار دیے گئے ہیں ۔ باقی حصوں میں مصرعوں کے ۔ قوسین کے اندر اشعار کے شمار ہیں ۔ کسی شعر کا شمار اگر قوسین کے اندر پایا جائے تو اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ شعر یا تو کسی شعر کا جس کا حوالہ دیا گیا ہے، ہم معنی یا قریب المعنی ہے یا اس کے سمجھنے میں اس سے مدد ملتی ہے ۔''(۲)

حواشی کومختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔حصہ اول میں جوشش کے ان اشعار کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں انھوں نے اساتذہ کے کلام سے استفادہ کیا ہے۔اشعار کے ساتھ ساتھ یہ بھی درج کر دیا گیا ہے کہ کس شاعر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

نالہ ہے سو بے اثر اور آہ بے تاثیر ہے ۱۳۳/۱۰ اسنگ دل کیا تجھ کو کہیے اپنی ہی تقصیر ہے درؔد (۳)

چمن ہے کس کی گرفتار زلف وکاکل کا ۲۲۲/۵ کہ اس قدر ہے پریشان حال سنبل کا سوداؔ (۴)

حصہ اول کے فوراً بعد حصہ ۲ شروع کر دیا گیا ہے۔اس حصہ میں کیا درج کیا گیا ہے حواشی کی ابتدا میں اس بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔اس کے لیے ہمیں ”عرضِ حال“ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جہاں اس کی طرف چند اشارے کیے گئے ہیں۔

”حصہ ۲۔اشعار کے مطالب اور حسن وقبح سے بحث۔جوشش کے ہم معنی اشعار۔

حصہ ۳۔اس میں ان اختلافات کا ذکر ہے جو قیاسی اضافہ وتصحیح کی وجہ سے ن وط میں پیدا ہو گئے ہیں۔ تذکروں کے اختلافاتِ نسخ کا ذکر بھی اسی حصے میں ہے۔

حصہ ۴۔مرتب نے ن کے بعض غلط مقامات کو ط میں نقل کر دیا ہے تصحیح نہ ہوسکی۔اس حصے میں ان کی طرف اشارہ ہے۔

حصہ ۵۔مثل حصہ ۴ لیکن مرتب نے غلط الفاظ کی جگہ حواشی میں صحیح الفاظ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

حصہ ۶۔میں ان اغلاط کی تصریح ہے جو ط میں جا بہ جا پائے جاتے ہیں۔“

درج بالا وضاحت سے علم ہوتا ہے کہ حصہ ۲ میں اشعار کے مطلب اور حسن وقبح اور ہم معنی اشعار کی نشاندہی کی گئی ہے۔مثلاً

”۴/۱۰ دردوغم کے سوانہ میر اکوئی طالب ہے نہ مطلوب“(۵)

یعنی صفحہ نمبر ۴ کے شعر نمبر ۱۰ کا حوالہ دیا گیا ہے۔وہ شعر یہ ہے

جز دردوغم اس دہر میں صد شکر نہیں ہیں مطلوب کسی کو نہ طلب گار کسی کا(۶)

حاشیے میں مرتب نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

''۱۶۳/ ۱۷ مطلب صاف نہیں لیکن اس کا احتمال کم ہے کہ کاتب نے غلطی کی ہو۔''(۷)

صفحہ نمبر ۱۶۳ کا شعر نمبر ۱۷، غزل ۴۵۱ کا دوسرا شعر ہے:

خضر ہر چند پہنچے آب حیات   زندگی جیسے پانی کی رو ہے(۸)

حصہ ۲ اور ۳ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ صفحہ ۱۰۰ کی دوسری سطر میں حصہ ۲ ختم ہوا اور اس کے ساتھ ہی حصہ ۳ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اسے نمایاں کرنے کے لیے نہ تو اس کا سائز بڑا کیا گیا ہے نہ ہی اسے خط کشیدہ کیا گیا ہے اور نہ ہی اسے دوسری سطر سے شروع کیا گیا ہے۔ حصہ ۳ میں اختلافات ہیں۔ طریق کار یہ ہے کہ پہلے ط کے یعنی طبع نسخہ کے الفاظ ہیں اس کے بعد نسخوں کے اختلافات درج کیے گئے ہیں۔ یہاں اس حصے میں آکر یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ یہاں جو مخففات دیے گئے ہیں ان کا ذکر اور تفصیل کہاں ہے۔ اس کے لیے ہمیں آخری صفحے سے رہنمائی ملتی ہے جہاں اشارات و مخففات کے عنوان سے بہت سی معلومات درج ہیں۔ مخففات کی اس فہرست کے بعد جب ہم حواشی کی طرف رجوع کرتے ہیں تو بات کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ اس حصے کو سترہ اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اب یہ اجزا کی تقسیم کیا ہے اس کے بارے میں کچھ معلومات کہیں سے نہیں ملتیں۔ جز و ایک کا پہلا حوالہ یوں ہے:

۲/ ۷ دیکھے تیشہ جو کبھی اُش: دیکھ کر رنگ صنم، خم: دیکھ کر رنگ ستم × شیفتہ شیفتہ ۱۵
کے غیروں: رقیبوں شخ ۱۹ اترے غالباً اصلاح: مرے ش دوسری صورت میں 'تفتہ'
جگر کی صفت ہے۔ ۲۰ سکتا ش۔ آج کل 'ستر' تذکیر ہے۔ ۲۹ گر خم: کو شخ ۳۰
سودائے محبت ہے سودا تو کبھو سر سے خ ۳۰ ہے: تو شعم''(۹)

اب یہ حوالہ جو درج کیا گیا ہے اس کے مطابق صفحہ نمبر ۲ کا ساتواں شعر بنتا ہے لیکن یہ دراصل کتابت کی غلطی کی وجہ سے ۷ لکھا گیا ہے اصل میں یہ شعر نمبر سات نہیں بلکہ ۴ ہے۔ اس کے جو حوالے دیے گئے ہیں وہ اتنے کثیر العلامات ہیں کہ ان میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا کہ کون سا حوالہ کس کا ہے۔ اس حوالے کے مطابق صفحہ ۲ کا چوتھا شعر یوں ہے جو کہ غزل نمبر ۳ کا پہلا شعر ہے:

دیکھے تیشہ جو کبھی تیری جفا کاری کا   کوہ کن ہو تو نہ دم مارے وفا داری کا

دیوانِ جوشش سے چند اشعار بطور نمونہ کلام درج ذیل ہیں:

میرے دل کو اور جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مجھ ہی پر موقوف تھا تیغ آزمانا عشق کا (۱۰)
مرے جب تک کہ دم میں دم رہے گا یہی رونا یہی ماتم رہے گا (۱۱)
سامنے اس کے رو نہیں سکتا چپ رہوں یہ بھی ہو نہیں سکتا (۱۲)

۲۔ تذکرۂ شعرا، ابن امین اللہ طوفاں: قاضی عبدالودود نے ابن امین اللہ طوفاں کا تذکرۂ شعرا ترتیب دیا جو پہلی بار ۱۹۵۴ء میں آزاد پریس، سبزی باغ پٹنہ سے شائع ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۹۵ء میں خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ سے شائع ہوا۔ پیش نظر یہی دوسرا ایڈیشن ہے۔

''حرفِ چند'' میں عابد رضا بیدار نے تذکرہ شعرا کے پہلے اڈیشن کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ زیر نظر اشاعت میں تذکرے کا متن انیس صفحات پر مشتمل ہے اور قاضی عبدالودود کے حواشی و ملحقات ۸۶ صفحات پر مشتمل ہیں۔ مقدمہ میں قاضی عبدالودود نے تذکروں اور بیاضوں کا فرق اور اشتراک بیان کیا ہے۔ ان خصوصیات کے بعد مرتب لکھتے ہیں:

''تذکرہ ہذا جس کا کوئی نام مصنف نے نہیں رکھا، کسی کتاب کا ضمیمہ معلوم ہوتا ہے۔'' (۱۳)

اس کے قلمی نسخے کے بارے میں حاشیہ میں معلومات فراہم کی ہیں:

''منحصر فرد، ملک کتب خانہ مشرقیہ پٹنہ، ۱۶ صفحے، نام کاتب و سنہ کتابت ندارد، قیاس کہتا ہے کہ سو برس سے کم کا نہیں۔'' (۱۴)

مصنف کا نام معلوم نہیں تاہم تذکرے سے پتا چلتا ہے کہ شاعر امین اللہ طوفاں مصنف کے والد اور شاعر خان الہ آبادی ان کے استاد ہیں۔ امین اللہ طوفاں کا ذکر کسی اور تذکرے میں نہیں تاہم یادگارِ ضیغم مطبوعہ ۱۳۰۲ھ میں عظیم اللہ رنگی کے احوال میں ان کے والد کا نام امین اللہ طوفاں بتایا گیا ہے۔ آزاد نے آبِ حیات میں رنگی کی وساطت سے ناسخ سے متعلق حصول معلومات کا ذکر کرتے ان کے والد کے بارے میں نام لیے بغیر جو باتیں حوالہ قلم کی ہیں، مرتب نے وہ اقتباس درج کیا ہے۔

اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:

''میرے نزدیک اس کی بہ نسبت کہ خود رنگی اس کے مصنف ہیں۔ یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ ان کے کسی بھائی کے رشحاتِ قلم سے ہے۔''(۱۵)

مرتب نے اس تذکرے کا زمانہ تصنیف داخلی شہادتوں کی بنا پر ۵ ذی الحجہ ۱۲۴۷ھ کے بعد اور رجب ۱۲۵۱ھ سے پہلے قرار دیا ہے۔تذکرے کے مشتملات کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

''اس تذکرے میں ۱۴۱ شاعروں سے متعلق عبارات نثر اور ان کے اشعار منتخب ہیں جن کی مجموعی تعداد ۷۲۵ ہے۔سب سے زیادہ اشعار ناسخ کے ہیں اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔مصنف کے والد کے ناسخ سے گہرے تعلقات تھے اور یوں بھی ناسخ اس زمانے میں دبستانِ لکھنو کے سب سے بڑے شاعر سمجھے جاتے تھے۔''(۱۶)

تذکرہ شعرا کے متن کا آغاز میر درد سے ہوتا ہے۔

''حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ از کملین زمانہ و در جمیع علوم وفنون یگانہ بود (۱) مضمون شعرش درد آلود است۔''(۱۷)

اس کے حاشیے میں مرتب نے لکھا ہے:

''یہ بڑا مبالغہ ہے کہ درد ''جمیع علوم وفنون'' میں ''یگانہ'' تھے۔''(۱۸)

اس وضاحت کے بعد متن میں موجود رباعی کے حوالے سے دیوانِ درد کے قلمی نسخوں اور اشاعت کے حوالے سے مفصل معلومات فراہم کی گئی ہیں۔مطبع نظامی بدایوں کے نسخے کو حال کے نسخوں میں سب سے اچھا قرار دیا ہے۔درد کے ایسے اشعار کا ذکر بھی کیا ہے جو ان کے قلمی یا مطبوعہ دواوین میں نہیں ملتے اور تذکروں میں موجود ہیں۔پھر ان اشعار کو درج کیا ہے۔اس طرح درد کے حوالے سے ان کے دیوان اور کلام کے بارے میں مفید معلومات حواشی میں نمبر ایک کے تحت درج ہیں۔قاضی صاحب کا یہ انداز ان کی تصانیف ''عیارستان'' اور ''نشتر وسوزن'' میں بھی پایا جاتا ہے جس میں انھوں نے مختلف کتب کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ ونکات وار پیش کیا ہے۔

درج بالا طریق کار کے مطابق قاضی عبدالودود نے اس تذکرے کو ترتیب دیا ہے۔ اس طرح یہ تذکرہ جدید تحقیقی معلومات سے مزین ہو کر زیادہ مفید ہو گیا ہے۔ مرتب نے تذکرے میں موجود شعرا کے بارے میں تفصیلی معلومات حواشی میں درج کی ہیں، غلط بیانات کی تصحیح حوالوں کی مدد سے کی ہے۔

۳۔ **دیوانِ رضا عظیم آبادی:** قاضی عبدالودود نے رضا عظیم آبادی کا دیوان مرتب کیا ہے جو ادارۂ تحقیقاتِ اردو پٹنہ سے ۱۹۵۶ء میں پہلی بار اور دوسری بار ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ ''پیش گفتار'' میں مرتب نے اپنے مخصوص طریق کار کے مطابق پہلے تذکروں میں موجود رضا عظیم آبادی کے اقتباسات کو درج کیا ہے۔

گلشنِ سخن کے دو نسخوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''گلشنِ سخن کے دو نسخے ہیں ایک لکھنؤ میں، دوسرا رام پور میں۔ نسخہ رام پور سے جناب عرشی نے رضا کا ترجمہ اور اشعار نقل کر کے بھیجے ہیں۔ میں ان کا نہایت ممنون ہوں۔'' (۱۹)

مرتب یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان دونوں نسخوں میں رضا کا مکمل کلام نہیں ہے کیونکہ تذکروں میں ۴۵ اشعار ایسے ملتے ہیں جو ان دونوں نسخوں میں نہیں۔ دیوانِ رضا عظیم آبادی کے املا کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں کہ جو اصول دیوانِ جوشش کی ترتیب میں روا رکھے گئے تھے وہ اس دیوان میں بھی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ الفاظ جو ''ز'' سے لکھے گئے تھے دیوانِ رضا میں ''ذ'' کے ساتھ ملیں گے۔ فارسی اور عربی کے مفردات و مرکبات کی طویل فہرست ہے۔ اس کے بعد ہندوستانی مفردات و مرکبات کی فہرست ہے۔ یہ مفردات و مرکبات جس غزل یا شعر میں آئے ہیں ان کا اندراج بھی کر دیا ہے۔ حاشیے میں ان نمبروں کی وضاحت یوں کی ہے:

> ''۱۔ اگر ایک ہندسہ ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس سے غزل کا شمار مراد ہے اگر دو تو اوپر غزل کا اور نیچے شعر کا شمار ہے۔ ذ سے مراد مذکر اور ث سے مراد مؤنث ہے۔'' (۲۰)

ان مرکبات میں سے دو کی مثالیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں تا کہ مرتب کا طریق کار واضح ہو سکے۔

''مور دِسفر، گویا، خطِ شکستہ، کینہ پرور، بے جگر، رعشہ، غریب غریب سے ہو کر ۱۷۵'' (۲۱)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ درج بالا مرکبات غزل نمبر ۱۷۵ میں استعمال کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے: ''کسی پر محشر ۳۴،۳۴،۳۴/۱، کسی کا حشر ۳۴'' (۲۲)

متن صفحہ ایک تا ۱۷۵ کو محیط ہے۔ غزل کے پہلے شعر کے درمیان یعنی دو مصرعوں کے درمیان غزل کا نمبر شمار درج ہے۔ دائیں صفحے کے دائیں یا بائیں طرف غزل کے اشعار نمبر درج کیے گئے ہیں۔

۴۔ قاطع برہان ملقب بہ درفش کاویانی و رسائل متعلقہ: قاطع برہان کے سلسلے میں جو تحریریں لکھی گئی تھیں انھیں قاضی عبدالودود نے یک جا ترتیب دے دیا ہے جو ادارہ تحقیقات اردو پٹنہ سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ پہلی جلد ایسے متن پر مشتمل ہے۔ اس کی فہرست میں قاطع برہان، درفش کاویانی، سوالات عبدالکریم، لطائف غیبی، نامۂ غالب اور تیغ تیز شامل ہیں۔ پیش گفتار میں قاضی عبدالودود لکھتے ہیں:

''جلد ۱ و ۲ ایک دوسرے کا جز ولاینفک ہیں۔ دوسری جلد میں غالب کے وہ حواشی ہوں گے جو انھوں نے قاطع برہان وغیرہ پر لکھے تھے اور بعض خطوط بھی جن کا تعلق قاطع برہان سے ہے۔ دونوں جلدوں کا مقدمہ، حواشی اور اشاریات وغیرہ ایک ساتھ جلد میں ہوں گے۔'' (۲۳)

قاضی عبدالودود نے قاطع برہان کے سلسلے میں لکھی جانے والی تمام تحریروں کو یک جا کر دیا ہے۔ غالب کے حوالے سے یہ تحریریں اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۵۔ دیوانِ نوازش (نوازش لکھنوی م ۱۲۷۱ھ) تقدیم قاضی عبدالودود

دیوانِ نوازش کے متن کی فوٹو آفسیٹ نقل دی گئی ہے جو خدا بخش لائبریری پٹنہ سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔ قاضی عبدالودود نے اس کا مقدمہ لکھا ہے، اس متن کی تدوین نہیں کی گئی، محض اس کے متن کی آفسیٹ نقل پیش کی گئی ہے۔

دیوانِ نوازش کے نسخے کا تعارف درج کیا گیا ہے۔ دیوان کا دیباچہ فارسی میں ہے۔

قاضی عبدالودود نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کی کتابت بھی خود نوازش نے کی ہے۔ دیوان میں سوز کے خاص رنگ کے اشعار ملتے ہیں۔ نوازش کے دیوان میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو ناسخ اور ان کے تلامذہ کے یہاں نہیں ملتے۔ ابتدا میں غزلیات ہیں اور پھر دیگر اصنافِ سخن ہیں۔

دیوانِ نوازش کی فوٹو آفسیٹ نقل دی گئی ہے۔ ابتدا میں چند غزلیات کو مروج املا کے مطابق درج کیا گیا ہے۔ پہلی غزل کا پہلا شعر ہے:

بیت ابروے صنم گھر ہے دل نالان کا　　　　اپنا کیا دلچسپ ہے مطلع سرِ دیوان کا (۲۴)

ضمیمہ ایک میں وہ اشعار درج ہیں جو سرور نے فسانہ عجائب میں درج کیے ہیں۔ ان کے اختلافات بھی درج کر دیے گئے ہیں۔ ضمیمہ دو میں صاحب نور اللغات کے نسخہ میں نوازش کے جو اشعار ہیں انھیں جمع کر دیا گیا ہے۔

ضمیمہ تین میں تذکرہ خوش معرکہ زیبا اور ضمیمہ چار میں تذکرہ گلشن بے خار میں درج نوازش کے اشعار کو درج کیا گیا ہے۔

قاضی عبدالودود نے پٹنہ کے شعرا اور تذکرہ نگاروں کے تذکرہ کو تدوین کیا ہے۔ انھوں نے مقدمے میں مصنف اور متن کا تعارف درج کیا ہے تاہم اپنے تدوین کے طریق کار کے بارے میں وضاحت سے بیان نہیں کیا۔ انھوں نے بہت سی معلومات درج کی ہیں لیکن ان معلومات سے ان کے طریق کار کے بیان میں ابہام رہ جاتا ہے جسے سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ متن کی لسانی اور املائی خصوصیات کو بھی مقدموں میں درج کر دیا ہے۔ انھوں نے بہت تحقیق اور محنت سے ان متون کی تدوین کی ہے۔ تدوین کے دبستانِ پٹنہ میں ان کی حیثیت مرکزی ہے۔

کلیم الدین احمد

ا۔ دیوانِ جہاں، بینی نرائن جہاں: کلیم الدین احمد (۱۹۰۸ء۔۱۹۸۳ء) نے بینی نرائن جہاں کے تذکرہ دیوانِ جہاں کو مرتب کیا ہے جو احمد لیبل لیتھو آرٹ پریس پٹنہ سے ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

مرتب لکھتے ہیں:

''دیوانِ جہاں تذکرہ نہیں مجموعہ ہے۔ بنی نرائن اپنے دوستوں کا ذکر بھی تفصیل سے نہیں کرتے۔''(۲۵)

''تلاش وسعی کی گئی ہو لیکن زیادہ احتیاط نہیں کی برتی گئی ہے۔ پھر بھی یہ مجموعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔''(۲۶)

''دیوانِ جہاں کا نسخہ اوّل (رائل) ایشیا ٹک سوسائٹی سے ملا تھا۔ یہ نسخہ صاف پختہ حروف میں لکھا ہوا ہے لیکن اغلاط کتابت سے خالی نہیں۔''(۲۷)

مرتب نے اس نسخے کے سرورق اور ابتدائی صفحے کا عکس بھی دیا ہے۔ اس کی ابتدائی سطور درج ذیل ہیں:

کر آغاز سخن حمد خدا سے   پھر اس کے بعد نعت مصطفیٰ ؐ سے
خدا خالق ہے ہم ہیں آفریدہ   نبی جتنے ہیں سب ہیں برگزیدہ
محمد پر ہوئی ختم رسالت   علی ہے مالک مُلک ولایت
ہمیشہ یاد تو ان کی کیا کر   انہیں کا ساغر الفت پیا کر
الٰہی تیرے بندے جتنے ہیں خاص   جناب ان کی میں رکھتا ہوں میں اخلاص (۲۸)

تذکرے کا آغاز آفتاب سے کیا ہے۔ مصنف لکھتے ہیں:

''آفتاب تخلص، مہر سپہر جہاں بانی، شاہ عالم بادشاہ، جنت آرام گاہ، ابن عالم گیر ثانی کا، یہ تصنیف خاص ہے۔''(۲۹)

اس کے بعد آفتاب کی چند غزلیں درج کی گئی ہیں۔ میر کے بارے میں یوں لکھا ہے:

''میر تخلص، نام محمد تقی، لکھنو میں وزیر الممالک نواب آصف الدولہ مرحوم کے پاس نوکر تھے۔ قریب اسی برس کے ہو کے وفات پائی۔''(۳۰)

کلم الدین احمد کے پیش نظر دیوان جہاں کا ایک ہی نسخہ تھا اس لیے انھوں نے اس کے اختلاف درج نہیں کیے۔ ان کا مقصد اس کی تدوین نہیں تھا بلکہ اس تذکرے کی پیش کش تھا۔ انھوں

نے ''کرنٹ اسٹڈیز'' کے خاص نمبر کے طور پر اس تذکرے کو شائع کیا تھا اس لیے اس کی ابتدائی سطور میں اس نسخے کا کوئی تعارف نہیں ہے اور نہ ہی اس کا موازنہ کسی اور تذکرے سے کیا گیا ہے۔

۲۔ دو تذکرے: کلیم الدین احمد نے دو تذکرے کو ترتیب دیا ہے جو لیبل لیتھو پریس پٹنہ سے ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔ کلیم الدین احمد نے دو جلدوں میں تذکرہ شورش (غلام حسین شورش) اور تذکرہ عشقی (وجیہ الدین عشقی عظیم آبادی) کو ترتیب دیا ہے۔ ترتیب کا انداز یہ ہے کہ داہنے صفحوں پر تذکرہ شورش کا متن ہے اور اس کے بالمقابل بائیں جانب تذکرہ عشقی کا متن ہے۔ اول الذکر کی ترتیب اصل کے مطابق ہے۔ تذکرہ عشقی میں ترتیب مختلف ہے۔ پہلے وہ شعرا ہیں جو دونوں تذکروں میں ملتے ہیں انھیں ایک دوسرے کے مقابل درج کیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جن شعرا کا ذکر دونوں تذکروں میں پایا جاتا ہے ان کا ذکر آمنے سامنے ہو۔

مرتب کو یہ تذکرے اپنے دوست اور شاگرد جگت نندرا سہائے سے ملے۔ ان کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں مرتب کو دستیاب ہوئیں۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''تذکرہ شورش کا نسخہ بوڈلین لائبریری اوکسفرڈ میں ہے۔۔۔تذکرہ عشقی کا ایک نسخہ بوڈلین میں ہے اور دوسرا جناب قاضی عبدالودود صاحب کی ملکیت ہے۔ بوڈلین والے نسخہ میں کچھ اوراق غائب ہیں۔ اس لیے ۲۲ شعرا کے ترجمے نہیں ہیں اور دو کے نا تمام ہیں۔'' (۳۱)

اس تعارف کے بعد دبستانِ پٹنہ کے مدونین کی روایت کے مطابق کلیم الدین احمد نے ان تذکروں کے اقتباسات دیے ہیں جن میں شورش اور تذکرہ شورش اور عشقی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مقدمہ کے بعد متن درج ہے۔ متن کا طریق کار یہ ہے کہ تذکرہ شورش میں جس ترتیب سے شاعر آئے ہیں انھیں درج کیا ہے۔ دونوں میں اگر مشترک شاعر کا ترجمہ ہے تو شورش اور عشقی کے ان تراجم کو آمنے سامنے یعنی دائیں اور بائیں صفحے پر درج کیا گیا ہے۔ یعنی تذکرہ شورش کی ترتیب تو نسخے کے مطابق قائم رکھی گئی ہے لیکن موازنے کی غرض سے تذکرہ عشقی کی ترتیب بدل دی گئی ہے تاہم شاعر کے نام

سے قبل جو نمبر شمار دیا گیا ہے وہ اصل نسخۂ تذکرہ عشقی کے مطابق ہے۔ مثلاً تذکرہ شورش میں انجام کا ذکر یوں درج کیا گیا ہے:

''(۴) انجام امیر الدین الامیر، صاحب تدبیر، دانائے وقت، ارسطوئے زمان، نواب امیر خان، بہادر غفر اللہ تعالیٰ مخاطب بخطاب عمدۃ الملک انجام تخلص از امرایان عظام دہلی بودہ۔ درفہم وفراست وعقل و کیاست از دانایان روزگار بودہ۔ وورلطیفہ گوئی وبذلہ سنجی نظیر خودنداشت۔ دوسہ شعر ریختہ کہ اززبان شیرین بیانش تراوش نمودہ این است۔'' (۳۲)

تذکرہ عشقی میں انجام کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

''(۲۹) نواب عمدۃ الملک امیر خان انجام تخلص۔ مردے والا تدبیر وخوش تقریر، از مشاہیر امراء بااختصاص ومقربان خاص الخاص محمد شاہ بادشاہ غازی۔ درلطیفہ وبذلہ سنجی ازظریفان عہدخود گوے سبقت ربودہ وطرز نکتہ اندیشی وبدیہہ رسائی رابتازگی تمام نازنمودہ۔ لطایف وظرایف اومطبوع طبایع جمیع دقیقہ فہمان دانش گزین وکلمات دلکش اومقبول خاطرسخن سنجان معنی آفرین است۔'' (۳۳)

اس کے بعد دونوں تذکروں میں انجام کا ایک ایک شعر درج کیا گیا ہے:

نہ سُن واعظ کی بات ہرگز جو اپنی دھن کا پکا ہے ‏ ‏ ‏ خدا حافظ تر ادوزخ بھی ایک شرعی ڈرکا ہے (۳۴)

ٹک تو فرصت دے کہ رخصت ہو چلیں صیاد ہم ‏ ‏ ‏ مدتوں اس باغ کے سایہ میں تھے آباد ہم (۳۵)

متن کے بعد آخر میں ضمیمہ ایک میں تذکرہ عشقی کے ان شعرا کا ذکر ہے جو نسخہ بوڈلین میں نہیں ہیں۔ اس کا ایک نسخہ قاضی عبدالودود کے پاس تھا۔ اس نسخہ سے چوبیس شعرا کے تراجم اس ضمیمے میں درج ہیں۔ ۲۲ شعرا جو نسخہ بوڈلین میں نہیں تھے اور دو کے تراجم نامکمل تھے۔ یوں ضمیمہ ایک میں چوبیس شعرا کا ذکر ہے۔ ضمیمہ ۲ میں نسخہ بوڈلین اور نسخہ مملوکہ قاضی عبدالودود کے اختلافات ہیں۔ ضمیمہ ۳ میں وہ اشعار ہیں جو کہ کتابت میں مرتب سے چھوٹ گئے تھے ان کی تفصیل درج کی ہے کہ کون سے صفحے پر کون سے شعر کے بعد والا شعر چھوٹ گیا ہے۔ ضمیمہ ۴ غلط نامہ پر مشتمل ہے۔ آخر میں اشاریہ دیا گیا ہے۔

۳۔ کلیاتِ شاد: کلیم الدین احمد نے شاد عظیم آبادی کا کلیات تین جلدوں میں ترتیب دیا ہے۔ کلیاتِ

شاد کی جلد اول ۱۹۷۵ء میں بہار اردو اکادمی پٹنہ سے شائع ہوئی ۔جلد اول میں غزلیات اور قطعات شامل ہیں ۔''تعارف'' میں مرتب نے شاد عظیم آبادی کے حالاتِ زندگی، تصانیف اور تلامذہ کی فہرست، شاد کی اصلاحوں کے نمونے، کلیاتِ شاد کے ماٰخذ ،شخصیت اور غزل گوئی کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور درج بالا قلمی و مطبوعہ نسخوں کی مدد سے کلیاتِ شاد ترتیب دیا ہے۔ ابتدا میں فارسی دیباچہ ہے ۔اس کے حاشیے میں اس دیباچہ سے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ لکھتے ہیں:

''[شاد نے کئی بار اپنا دیوان چھپوانے کی ناتمام کوشش کی اور اپنے دیوان کے لیے ایک دیباچہ فارسی میں لکھا۔ شاہ عطاء الرحمٰن صاحب نے مجھے آٹھ مطبوعہ اوراق دیے جن میں یہ دیباچہ موجود ہے]'' (۳۶)

صفحہ ۱۹۷ سے آخر تک غزلیات ہیں ۔جلد اول میں کل ۳۱۱ غزلیات ہیں جو ردیف م تک ہیں ۔بقیہ غزلیات اور قطعات جلد دوم میں ہیں ۔پہلی غزل کا پہلا شعر ہے:

میکدے میں تو ہے یکتا ساقیا　　　　انما اللہ الہا واحدا

میخانہ الہام مرتبہ حمید عظیم آبادی میں 'ہے' کے بجائے 'ہی' درج کیا گیا ہے۔

حواشی میں اختلافات درج کیے گئے ہیں ۔غزل ۷ کا پہلا شعر ہے:

وہ کون (۱) لذت تھی اے محبت کہ جس نے ہر نقش کو مٹایا
نہ نیست ہونے کا جی میں دھڑکا نہ خوف (۲) مرنے کا دل میں آیا (۳۷)

حاشیے میں اس کے اختلافات یوں درج کیے گئے ہیں:

''۱۔ وہ کیسی لذت تھی (دیوان ۷، کلام ۱، دیوان کامل، شرح کلام)

۲۔ نہ کچھ مزا ہست کا اٹھایا (دیوان ۷، کلام ۱) نہ ہست کا کوئی لطف پایا (دیوان ۷، الہام، کلام ۱)'' (۳۸)

درج بالا طریق کار کے مطابق کلیاتِ شاد ترتیب دیا گیا ہے۔ جلد دوم بہار اردو اکادمی سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں غزل ۳۱۲ سے غزل ۷۹۸ شامل ہیں، اس کے بعد ۳۳۹ رباعیات

ہیں ۔آخر میں ضمیمہ ایک میں چند اصطلاحات اور ضمیمہ دو ''ڈاکو نامہ'' کے عنوان سے ہے، اس کے حاشیے میں مرتب نے لکھا ہے کہ یہ شاد کی آخری تحریر ہے ۔کلیاتِ شاد جلد سوم بہار اردو اکادمی سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی ۔یہ حصہ منظوماتِ شاد پر مشتمل ہے۔

اردو ادب میں کلیم الدین احمد کی حیثیت نقاد کی ہے ۔انھوں نے دیوانِ جہاں اور دو تذکرے میں تدوین کے طریق کار اور اصولوں کو مدِنظر نہیں رکھا گیا ۔مقدمہ میں نہ تو متن کا تعارف درج کیا گیا ہے اور نہ ہی نسخوں کا تعارف اور مندرجات بیان کیے گئے ہیں ۔بنی نارائن جہاں کا تذکرہ دیوانِ جہاں پٹنہ کالج کے رسالے ''کرنٹ سٹڈیز'' کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ دو تذکرے کے عنوان سے انھوں نے تذکرہ عشقی اور تذکرہ شورش کا متن پیش کیا ہے ۔اس سے دونوں کے تقابلی جائزے کی سہولت پیدا ہوگئی ہے، اس کے نسخوں کا تعارف بھی درج نہیں کیا گیا ۔کلیم الدین احمد نے کلیاتِ شاد کو تین جلدوں میں ترتیب دیا ہے ۔اس کے تفصیلی مقدمے میں شاد کے حالات اور کلام پر تبصرہ شامل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان نسخوں کا تعارف بھی درج کیا گیا ہے جن کی بنیاد پر یہ کلیات ترتیب دیا گیا ہے اور حواشی میں اختلافِ نسخ بھی درج کیے گئے ہیں ۔

سید شاہ عطاءالرحمٰن عطا کاکوی

ا۔طبقات الشعرائے ہند: عطا کاکوی نے طبقات الشعرائے ہند کے طبقۂ سوم کو مرتب کیا ہے جو ۱۹۶۷ء میں ادارہ تحقیقاتِ عربی و فارسی پٹنہ سے شائع ہوا۔طبقات الشعرا کے طبقہ سوم کے شعرا کے تراجم کو تو درج کر دیا گیا ہے لیکن اشعار کو حذف کر دیا گیا ہے ۔تاہم ہر ترجمہ کے ساتھ اشعار کی تعداد ظاہر کر دی گئی ہے ۔حواشی میں کہیں کہیں مرتب کی طرف سے چند اصلاحیں درج ہیں ۔مثلاً میر محمد حیات حسرت کے ضمن میں مؤلف نے لکھا ہے کہ طوطی نامہ اس کی تصنیف ہے ۔جوشش کے نام سے دو شاعروں کا ذکر کیا ہے ۔ایک روشن محمد جوشش اور دوسرے محمد عابد جوشش کا ۔محمد عابد کے حوالے سے مرتب نے حاشیے میں یوں تصحیح کی ہے:

''محمد عابد کا تخلص دِل تھا اور یہ جوشش کا بھائی ہے''ع'' (۳۹)

عطا کاکوی کا مقصد ان تذکروں کو جوں کا توں مرتب کرنا نہیں ہے بلکہ ان کی تلخیص کر کے ان کی پیش کش ان کا مقصد رہا ہے۔ اسی مقصد کے تحت انھوں نے تذکرہ مسرت افزا کو بھی ترجمہ اور تلخیص کے ساتھ پیش کیا ہے۔

۲۔تذکرہ مسرت افزا، ابوالحسن امیر الدین امر اللہ الہ آبادی: یہ تذکرہ فارسی زبان میں تھا۔ عطا کاکوی نے اس کا ترجمہ اور تلخیص کر کے ادارہ تحقیقات عربی وفارسی پٹنہ سے ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔ اس کا قلمی نسخہ آکسفورڈ میں ہے۔اس کا متن آفسٹ کی مدد سے قاضی عبدالودود نے ''معاصر'' پٹنہ میں بالاقساط شائع کیا تھا جسے بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع کیا گیا۔اس میں ۲۵۴ اشعار کا حال ہے۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''مؤلف کے قول کے مطابق اس تذکرہ کا محرک میر کا تذکرہ نکات الشعرا ہے۔ میر نے بہتوں پر لے دے کی ہے۔امر اللہ کو یہ بات ناگوار گزری۔میر کی سیادت کے بھی وہ قائل نظر نہیں آتے۔اس تذکرہ میں خصوصیت کے ساتھ الہ آبادی اور عظیم آبادی شعرا کے تفصیلی حالات ملتے ہیں۔'' (۴۰)

عطا کاکوی کے پیش کردہ درج بالا دونوں متون تدوین کی ذیل میں نہیں آتے تاہم انھوں نے ان تذکروں کے اہم شعرا کے تراجم کو پیش کیا اور مسرت افزا کو اردو قالب میں ڈھال کر اردو داں طبقے کے لیے خواندہ کیا اس لیے ان کا ذکر یہاں کر دیا گیا ہے۔

۳۔دیوانِ خواجہ امین الدین امین عظیم آبادی: سید شاہ عطا الرحمٰن عطا کاکوی نے خواجہ امین الدین امین عظیم آبادی کا دیوان مرتب کیا ہے۔یہ دیوان زیادہ تر فارسی کلام پر مشتمل ہے۔آخر میں کچھ اردو اشعار بھی دیے گئے ہیں۔عرضِ مرتب کے تحت جو معلومات دی گئی ہیں وہ بھی فارسی زبان میں ہیں۔ مختلف تذکروں میں امین کے تراجم کو درج کیا گیا ہے۔میر حسن، نواب ابراہیم علی خاں، غلام حسین شورش، عشقی، اعظم الدولہ سرور، لطف، مصحفی، شیفتہ، محسن، ہری رام عزیز الدین بلخی کے تذکروں کے حوالے سے امین کے حالات درج کیے ہیں۔امین کے کلام کے بارے میں مقدمے کے آخر میں لکھتے ہیں:

''فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں فکرِ سخن کیا ہے۔ دیوان فارسی کا ایک نسخہ خانقاہ عمادیہ عظیم آباد محلّہ منگل تالاب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ ریختہ کا دیوان اب نایاب ہے۔''(۴۱)

صفحہ نمبر ایک تا ۲۲۳ امین کا فارسی کلام دیا گیا ہے۔ اس کے بعد امین کا جو اردو کلام تذکروں میں پایا جاتا ہے انھیں ردیف وار یک جا کردیا ہے۔ پہلی غزل کا پہلا شعر ہے:

دنیا میں جو آکر نہ کرے عشق بتاں کا　　نزدیک ہمارے نہ یہاں کا نہ وہاں کا(۴۲)

امین کے چند اشعار نمونے کے طور پر ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

گالیاں غیر سے سناتے ہو　　ہاں میاں ! تم سے اور کیا ہوگا (۴۳)

رنگ چہرے کا زعفرانی ہے　　عاشقی کی یہی نشانی ہے(۴۴)

غیروں سے اختلاط ہماری بلا کرے　　گر آشنا کرے تو تجھی سے خدا کرے(۴۵)

صبح اور شام سب بہانہ ہے　　آیئے آیئے جو آنا ہے(۴۶)

عطاء الرحمٰن کاکوی کی حیثیت مدون کی نہیں ہے بلکہ مترجم کی ہے۔ انھوں نے تذکروں کا ترجمہ کیا ہے اور ان کی تلخیص پیش کی ہے تاہم ترجمہ کرتے ہوئے انھوں نے جن متون کو پیش نظر رکھا وہ تدوین کے نقطۂ نظر سے اہم ہیں۔ اس لیے ان کا ذکر مختصراً کیا گیا ہے۔ دیوانِ خواجہ امین عظیم آبادی کا کلام زیادہ تر فارسی پر مشتمل ہے تاہم چند اشعار اردو کے بھی ہیں جنھیں عطاالرحمٰن کاکوی نے ترتیب دیا ہے۔

حمید عظیم آبادی

حمید عظیم آبادی (۱۸۹۶ء-۱۹۶۳ء)، شاؔد عظیم آبادی کے شاگرد تھے انھوں نے شاؔد کا کلام مرتب کیا اور صحیح معنوں میں حقِ شاگردی ادا کیا۔ ان کی تدوین کی گئی کتب کا تجزیہ ذیل میں درج ہے:

۱۔ میخانۂ الہام یعنی دیوانِ شاد، سید الشعرا خان بہادر نواب سید علی محمد شاد مرحوم عظیم آبادی: حمید عظیم آبادی نے اپنے استاد شاد کا دیوان مرتب کیا ہے جو برقی مشین پریس بانکی پور، مرادپور، پٹنہ

سے شائع ہوا۔ اس پر سالِ اشاعت درج نہیں ہے تاہم مقدمہ کے آخر میں ۱۹۳۸ء درج ہے۔ مرتب نے شاد کے کلام کی ترتیب یا متن کے بارے میں کوئی معلومات فراہم نہیں کیں۔ صفحہ ایک تا صفحہ نمبر ۴۰۰ کلامِ شاد کا متن ہے۔ پہلی غزل کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

میکدے میں تو ہی یکتا ساقیا   انما اللہ الہا واحدا (۴۷)

غزلیات کے شمار درج نہیں کیے گئے۔ مقطع سے پتا چلتا ہے کہ غزل کا اختتام ہوگیا ہے۔ مقطع کو غزل کے دیگر اشعار سے ممتاز کرنے کے لیے اسے درمیان میں درج کیا ہے۔ غزلیات کے بعد آخر میں متفرقات ہیں۔ آخر میں قطعۂ تاریخ طباعت دیوانِ شاد از حمید عظیم آبادی کے عنوان سے یہ قطعہ ہے

حضرتِ استاد یعنی شاد کا دیواں چھپا   جس کے ہر ہر شعر میں سرمستیِ صد جام ہے

مصرعِ تاریخ لکھا از سرِ جوشِ سُرور   یادگارِ شاد ہے میخانۂ الہام ہے

۱۳۵۷ ہجری

راقم الحروف علی حسن مقیم پٹنہ شاد کی اہلی'' (۴۸)

۱۹۶۲ء میں میخانۂ الہام کا دوسرا ایڈیشن المبر ان ڈسٹرکٹ کلچرل ایسوسی ایشن سکھر سے شائع ہوا۔ اس میں دیباچہ کے عنوان سے حمید عظیم آبادی نے شاد کے کلام کی خصوصیات بھی درج ہیں۔ مے خانۂ الہام کے دوسرے ایڈیشن کا متن صفحہ ایک سے ۲۷۲ تک ہے۔ پہلے اڈیشن میں جو غزل نمبر ایک پر تھی اسے اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس کا آغاز جس غزل سے کیا گیا ہے وہ پہلے اڈیشن میں دوسری غزل ہے۔ اسی طرح بہت سی غزلیات طبع دوم میں شامل نہیں کی گئیں۔ آخری غزل جو طبع دوم میں ہے اس کا مقطع ہے:

جو طالب معرفت کا تو ہے اے شاد   تو پاس اپنے مرا دیوان رکھ لے (۴۹)

طبع اول میں اس کے بعد سات غزلیات اور بھی ہیں۔ ہاں البتہ طبع دوم میں یہ کیا ہے کہ غزلوں کی ردیف وار ترتیب جزوی بھی قائم کردی گئی ہے لیکن اس کا ذکر دیباچہ میں کہیں نہیں کیا گیا۔ چونکہ دیوان کی فہرست نہیں ہے اس لیے غزلیات کی تعداد کا بھی علم نہیں ہوتا کیونکہ غزلیات پر بھی نمبر شمار درج نہیں ہیں۔

۲۔شہیدانِ رضا ۱۳۷۱ھ یعنی مراثی شاد (جلد اول): حمید عظیم آبادی نے شاد کے مراثی کو دو جلدوں میں ترتیب دیا ہے۔ دونوں جلدیں ۱۹۵۲ء میں اسلامی پریس گورہٹہ پٹنہ سٹی، پٹنہ سے شائع ہوئیں۔ گزارش کے عنوان کے تحت مرتب حمید عظیم آبادی نے لکھا ہے کہ انھوں نے مراثیِ شاد کو ترتیب دیا اور اس کا مقدمہ لکھنے کے لیے شاد کے پوتے سید نقی احمد ارشاد فاطمی سے کہا تو وہ اس پر تیار ہو گئے۔

پہلا مرثیہ ''مرثیہ دراحوال حضرت امام حسین علیہ السلام'' کے عنوان سے ہے۔اس کا پہلا بند یہ ہے:

اے دستِ فکر کھول مرقع خیال کا　　جلوہ دکھا عروس بہشتی جمال کا
دھیان ابتدا سے ذہن میں رکھ لے مآل کا　　پردہ ہٹا دے ریب و شک و احتمال کا
اگلے سبق پڑھے ہوئے شاید نہ یاد ہوں
دلوا دے یا د تا حکماسن کے شاد ہوں (۵۰)

دوسرا مرثیہ ''دراحوال حضرت عباس علیہ السلام'' ہے۔ یہ صفحہ ۳۷ تا صفحہ ۷۳ پر مشتمل ہے۔ ''دراحوال حضرت علی اکبر علیہ السلام'' صفحہ ۷۴ سے صفحہ ۱۱۱ پر ہے۔اس میں پہلے صبح کا منظر بیان کیا گیا ہے، سراپا میں علی اکبر کو نورِ رسالت کو پرتو قرار دیا ہے:

اللہ رے جلوۂ رخِ روشن جناب کا　　پرتو ہے جس پہ نورِ رسالت مآب کا
رخسار پر ہے رنگ عیاں یوں شباب کا　　پھول آئینے پہ جیسے دھرا ہوا گلاب کا
خود آفتاب و نور سحران سے ماند ہیں
رخسار صاف ہیں کہ شفق رنگ چاند ہیں (۵۱)

''مرثیہ دراحوال عونؑ ومحمدؑ صاحب زادگانِ حضرت زینبؑ'' صفحہ ۱۱۲ تا صفحہ ۱۴۳ اور ''دراحوال حضرت حبیب ابن مظاہر علیہ السلام'' صفحہ ۱۴۴ تا آخر یعنی صفحہ ۱۶۲ پر محیط ہے۔

۳۔مراثی شاد، جلد دوم: اس جلد میں درج ذیل مرثیے ہیں

درحالِ حضرت سید الشہدا علیہ السلام	ص ایک۔۳۴ (۱۳۵ بند)
درحالِ سید الشہدا علیہ السلام	ص ۳۵۔۷۰ (۱۴۲ بند)

درحالِ حضرت سیدالشہدا علیہ السلام ص ۷۱۔۹۵ (۹۸ بند)

درحالِ حضرت سیدالشہدا علیہ السلام ص ۹۶۔۱۱۳ (۱۷ بند)

درحالِ حضرت سیدالشہدا علیہ السلام ص ۱۱۴۔۱۴۹ (۱۴۱ بند)

۴۔سروشِ ہستی: حمید عظیم آبادی نے شاد عظیم آبادی کے قطعات کو سروشِ ہستی کے نام سے مرتب کیا ہے جو کتاب منزل، سبزی باغ پٹنہ سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔ مقدمہ میں قطعہ نگاری کے حوالے سے مرتب نے ابن یمین، سعدی، نظامی، سنائی، غالب اور شاد کے فارسی قطعات مع تراجم درج کیے ہیں۔ اس کے بعد شاد عظیم آبادی کو غزل گوئی اور مرثیہ گوئی میں بلند مقام کا حامل قرار دیا ہے۔ شاد کی مرثیہ نگاری کے حوالے سے مرتب لکھتے ہیں:

''میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں قدیم دور میں مرثیہ نگاری میں 'دکھن اسکول' اور بعد میں 'لکھنو اسکول' ہے وہاں شاد نے 'عظیم آباد اسکول' بھی قائم کر دیا ہے۔'' (۵۲)

شاد کے قطعات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شاد کے قطعات بھی ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اس وقت تک ۴۸ قطعاتِ شاد دستیاب ہوئے جن میں ۹۳۹ اشعار ہیں۔ متن میں پہلا قطعہ اسرار وجود ہے۔ اس کے ابتدائی اشعار یوں ہیں:

نہ کر یہ دھیان کہ معدومِ محض تو ہوگا برنگِ سبزۂ نوخیز پھر نمو ہو گا

زمیں سے اگتے ہیں جیسے نباتات مٹ مٹ کر ترا ظہور یوں ہی اے خجستہ خُو ہوگا (۵۳)

قطعہ ''آدم وحوا سے ملاقات'' میں بیان کیا ہے کہ میں تصور میں ایک دن وادی قدس جا نکلا۔ وہاں آدم وحوا ساتھ بیٹھے تھے۔ میں نے جاتے ہی تسلیم کی تو ہنس کے فرمایا کہ خوش رہو بابا!

میں نے عرض کی، بس حضور معاف اب نہیں یہ جہاں خوشی کی جا

ایک دل اور خیال بے گنتی ایک سر اور ہزار ہا سودا

اس کے بعد چند اشعار اسی طرح کے ہیں جس میں جہاں کی مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

''ہائے کیوں آپ کھا گئے گیہوں اس میں کمبخت کیا دھرا تھا مزا

ہائے عاقل کہاں کی ایسی تھیں ماں ہماری یہ محترم حوا
ان کے کہنے میں آگئے خود بھی کچھ پس و پیش اس گھڑی نہ کیا
آپ گیہوں اگر نہ کھا جاتے کیوں بشر ہوتا جا بجا رسوا
یوں جو سچ پوچھئے تو اے قبلہ زندگی مستقل ہے دامِ بلا (۵۴)

''پٹنہ کے اگلے شرفا''میں پٹنہ کے بزرگوں کی خصوصیات درج کی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف پٹنہ کے بزرگوں کی بات نہیں ہے بلکہ سبھی وضع دار اور روایت پسند بزرگوں کی مرقع نگاری ہے۔ میں کون ہوں، ایامِ گذشتہ حالاتِ وطن، شکوۂ وطن، ترکِ وطن، ولائے حیدرؑ، امید و یاس، دین و دنیا، چالیسویں سالگرہ، یادِ ماضی، عظیم آباد، پٹنہ، افسانۂ عبرت کے موضوعات پر قطعات ہیں۔قطعات کا آخری شعر درج ذیل ہے:

تم اپنے شاد کے حق میں دعائے مغفرت کرنا
غلامِ باوفا ہے دوستو! مخلص تمھارا ہے(۵۵)

۵۔فروغِ ہستی، شاد عظیم آبادی: حمید عظیم آبادی نے شاد کی نظموں کو بھی مرتب کیا ہے۔مرتبین میں حمید عظیم آبادی اور ارشاد فاطمی کے نام درج ہیں۔ یہ مجموعہ حمیدیہ برقی پریس سے ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔ ان نظموں کی ترتیب کے بارے میں ارشاد فاطمی لکھتے ہیں:

> ''ان نظموں کی ترتیب میں جو دشواریاں ہوئی ہیں ان کو میرا ہی دل جانتا ہے۔ تین مسدس تو مطبوعہ ملے یعنی ترانۂ اتحاد، یادِ عظیم آباد اور خوابِ وطن، ان کی نقل استاذی حضرت حمید مدظلہ نے کر لی تھی اور آپ نے میری استدعا پر پاکستان سے بھیج دی مگر چار اور مسدس میں نے بمشکل اصلی مسودات سے صاف کیے۔''(۵۶)

ارشاد فاطمی لکھتے ہیں کہ ان قدیم و بوسیدہ اوراق سے نقل کرنے میں سید مجتبیٰ حسین اور سید صادق حسین نے مدد کی۔تاہم پھر بھی پندرہ، بیس بند کسی صورت بھی نقل نہ کیے جا سکے لہٰذا انھیں

نکال دیا گیا۔صفحہ ۴۰ تا ۸۶ متن درج ہے۔ پہلا مسدس ''ترانہ اتحاد'' ہے۔ اس نظم کے آخر میں ۱۱ اپریل ۱۹۲۳ء درج کیا ہے۔

''یادِ عظیم آباد'' (۱۸۷۵ء) سے قبل شاد کے الفاظ درج کیے گئے ہیں جو اس نظم کے بارے میں ان کے تھے۔اسی طرح خواب وطن (۱۹۱۰ء) آدمی (۱۸۹۱ء)، اسلام اور انسان (۱۹۰۲ء، روح و جسد (۱۸۹۴ء) کائنات (۱۸۹۴ء) ہیں۔آخر میں منزلِ ہستی، اپنی منزل، نذرِ عقیدت اور ساتھی کے عنوان سے چند نظمیں ہیں۔نذرِ عقیدت کا پہلا بند ہے:

صفاتِ حق ہیں تم میں جلوہ گر شانِ خدا تم ہو　　امیر المومنین حیدر نہیں معلوم کیا تم ہو
بتاؤ کس کے دروازے پہ جائے شادؔ پیری میں　　امیر المومنین میرے تو دل کے مدعا تم ہو(۵۷)

لمعاتِ شاد کے عنوان سے فاطمہ بیگم نے شادؔ عظیم آبادی کی غزلیات کا انتخاب پیش کیا ہے۔ان میں سے کئی غزلیں غیر مطبوعہ تھیں۔ یہ مجموعہ نسیم بک ڈپو لکھنو سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا۔ ''پیش لفظ'' فاطمہ بیگم نے لکھا ہے۔ انھوں نے شاد کی غزل گوئی کے موضوعات کو بیان کیا ہے کہ ہستی ونیستی، مشاہدات و غیر مشاہدات، زندگی، اسرارِ زندگی، حیات وموت، فلسفہ وسیاست، شباب وپیری، اخلاق و اصلاحِ نفس کو غزل میں پیش کیا۔ یہاں تک کہ قوم کی زبوں حالی کو بھی واضح انداز میں بیان کیا۔پہلی غزل کے آخر میں مرتب نے نوٹ دیا ہے جس کے مطابق اس غزل کے سات آٹھ اشعار غیر مطبوعہ تھے۔اب پوری غزل درج کر دی گئی ہے۔اس غزل کا مقطع یہ ہے

نئی بات آج تک اے شادؔ دیکھی کچھ نہ عالم میں　　وہی گھٹتی ہوئی عمریں، وہی مٹتی ہوئی دنیا (۵۸)

کچھ غزلیات اس مجموعے میں ایسی ہیں جو مکمل طور پر غیر مطبوعہ تھیں۔ ان کا نمبر شمار درج کرنے کے بعد قوسین میں لکھا گیا ہے (غیر مطبوعہ) آخر میں مثنوی چشمۂ کوثر اور مسدس کائنات کا متن درج کیا گیا ہے۔

حبیب الرحمٰن چغتائی

دیوانِ رنجور: حبیب الرحمٰن چغتائی نے رنجور عظیم آبادی کا دیوان ترتیب دیا ہے جو خدا بخش اورینٹل

پبلک لائبریری پٹنہ سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔ حرفِ آغاز میں مرتب نے رنجور کے کلام کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ شمس العلما خان بہادر مولوی محمد یوسف جعفری رنجور کا تعلق مجاہدین صادق پور کے خاندان سے تھا۔ وہ شوقیہ شاعری بھی کرتے تھے۔ ان کے زیرِ نظر دیوان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''خدا بخش لائبریری ان کی تین بیاضیں 'کلامِ رنجور' (دو بیاضیں) اور 'بیاضِ رنجور' شایع کر چکی ہے۔ یہ دونوں کتابیں معین الدین عقیل نے مرتب کی ہیں۔ ان کے علاوہ خدا بخش لائبریری میں ان کی مزید تین بیاضیں دستیاب ہوئی ہیں جو 'دیوانِ رنجور' کے عنوان سے آپ کے سامنے ہیں۔'' (۵۹)

ان بیاضوں کی تفصیل یہ ہے کہ بیاض بعنوان ''آنسو اور آہیں'' میں تیس ۳۰ غزلیں ہیں۔ ''مخمس و تضمین'' میں ۲۶ تضمینیں بشکل مخمس اور چار نظمیں ہیں۔ گلہائے رنگا رنگ میں نظم و نثر دونوں ہیں۔ حصہ نظم میں ایک نظم، ایک غزل، دو تاریخی قطعے اور ایک تضمین شامل ہے۔ نثری حصہ اس دیوان میں شامل نہیں کیا گیا۔ یہ آخر الذکر بیاض شاعر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ ان تینوں بیاضوں کو الگ الگ درج کیا گیا ہے۔ ان بیاضوں میں بعض غزلیں مشترک ہیں مگر کہیں کہیں الفاظ مختلف استعمال ہوئے ہیں۔ ان کی وضاحت حواشی میں کر دی گئی ہے۔ کلامِ رنجور کے لیے 'ک ر' اور بیاضِ رنجور کے لیے 'ب ر' کا استعمال کیا گیا ہے۔ ان اشعار کی تصحیح کے حوالے سے مرتب نے قیاسی طریق کار استعمال کیا ہے۔ متن میں ان کی بیاض ''آنسو اور آہیں'' کا متن پہلے دیا گیا ہے۔ اس میں تیس غزلیات ہیں۔ ان غزلیات کو ردیف وار ترتیب دیا گیا ہے۔ حواشی میں بیاضِ رنجور اور کلامِ رنجور سے کہیں کہیں اختلاف درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً غزل ۲ کا ایک شعر ہے

یقین ہے آتشِ سوزِ دروں سے تار جل جائے　　اگر میں تار دوں اس مس (ا) کو حالِ سوزِ پنہاں کا (۶۰)

اس کو حاشیے میں یوں درج کیا ہے:　　''ا۔ک، ر، ص ۶۳: بت'' (۶۱)

دوسری بیاض مخمس و تضمین کے عنوان سے ہے۔ دوسری "تضمین بر غزل مولانا الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی" کا پہلا بند یہ ہے:

اے عشق! تو نے آخر فتنہ اٹھا کے چھوڑا　　جوہنس رہے تھے، تو نے ان کو رلا کے چھوڑا

جو شمع خانداں تھے، ان کو بجھا کے چھوڑا　　اے عشق! تو نے اکثر قوموں کو کھا کے چھوڑا

جس گھر سے سر اٹھایا، اس کو بٹھا کے چھوڑا (۶۲)

مجموعی جائزہ

دبستانِ پٹنہ کے مدونین نے جن متون کی تدوین کی ہے ان کی فہرست اصناف وار درج ذیل ہے:

دواوین وکلیات: دیوانِ جوشش، دیوانِ خواجہ امین الدین عظیم آبادی، دیوانِ رضا عظیم آبادی، دیوانِ رنجور، دیوانِ نوازش، سخن بے مثال یعنی دیوانِ شاد پیروِ میر، سروشِ ہستی، شہیدانِ رضا یعنی مراثی شاد، فروغِ ہستی، کلیاتِ شاد، لمعاتِ شاد، میخانۂ الہام یعنی دیوانِ شاد

تذکرے: تذکرۂ شعرا، دیوانِ جہاں، دو تذکرے، طبقات الشعرائے ہند، تذکرہ مسرت افزا

نثری متون: قاطع برہان ملقب بہ درفش کاویانی و رسائل متعلقہ

دبستانِ پٹنہ میں قاضی عبدالودود، کلیم الدین احمد اور حمید عظیم آبادی کے نام بطورِ خاص قابل ذکر ہیں۔ خاص طور پر دواوین اور عام طور پر تذکروں کی تدوین کے حوالے سے یہ دبستان اہم ہے۔ قاضی عبدالودود نے تحقیق کے جو معیار پیش کیے ہیں مدونینِ دبستانِ پٹنہ نے متون کی تدوین میں ان اصولوں کو قائم رکھا۔ حوالوں میں احتیاط کا عنصر ان کی تدوین کی خاصیت ہے۔ قاضی صاحب نے دیوانِ جوشش کی تدوین کی ہے۔ اس میں انھوں نے حواشی میں اختلافاتِ نسخ کو بھی جگہ دی ہے اور الفاظ کے مفاہیم بھی درج کیے ہیں لیکن ان کی پیش کش کا طریقہ بہت الجھا ہوا ہے۔ مقدمے میں بھی ان حواشی کے طریق کار کی وضاحت نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کی تفہیم میں مشکل پیش آتی ہے۔

حوالوں میں مخففات کا بے دریغ استعمال کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ تقریباً وحید نسخوں کی مدد سے تدوین کی گئی ہے۔کلیم الدین احمد نے دو تذکرے میں تذکرۂ شورش اور تذکرۂ عشقی کو موازنے کی شکل میں پیش کیا ہے۔نسخوں کے حصول کے بارے میں انھوں نے درج کیا ہے کہ ان کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں انھیں ایک دوست سے ملیں۔نسخہ شورش،بوڈلین لائبریری آکسفورڈ میں ہے۔تذکرہ عشقی کا ایک نسخہ بوڈلین لائبریری آکسفورڈ میں اور ایک نسخہ قاضی عبدالودود کے پاس ہے لیکن مدونِ متن نے ان نسخوں کا کوئی تعارف درج نہیں کیا اور نہ ہی کوئی اختلافِ نسخ درج کیے ہیں۔یہ دونوں تذکرے موازنے کی حد تک قابلِ قدر ضرور ہیں۔اس کے علاوہ ان میں تحقیقی عنصر نہیں پایا جاتا۔حمید عظیم آبادی کا نام کلامِ شاد کی تدوین کے حوالے سے اہم ہے۔انھوں نے اپنے استاد شاد عظیم آبادی کے کلام کو ترتیب دیا ہے۔شاد کے پوتے سید نقی احمد ارشاد فاطمی سے کہہ کر فروغِ ہستی اور مراثیٔ شاد کے مقدمے لکھوائے اور دیگر تصانیف کے مقدمے خود تحریر کیے۔

دبستانِ مدونین نے جن متون کی تدوین کی ہے ان کی موضوعاتی اور لسانی خصوصیات کو مقدمے میں درج کیا ہے اور مثالوں کے ساتھ ان کی وضاحت بھی کی ہے۔ اس دبستان کی ایک اور خاصیت یہ ہے کہ یہ متون زیادہ تر پٹنہ ہی کے مصنفین کے کام پر مشتمل ہیں۔یہ مدونین اپنے شہر کے نامور لوگوں کی کتب کو مدون کر کے انھیں منظرِ عام پر لائے ہیں۔اس دبستان کی اپنی خصوصیات ہیں جنھیں ان مدونین نے دبستانِ بہار کا نام دیا ہے۔چوں کہ ہمارے موضوع کا تعلق پٹنہ سے ہے اس لیے ہم نے اسے تدوین کے دبستانِ پٹنہ ہی سے موسوم کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

حواشی

(۱) قاضی عبدالودود (مرتب) دیوانِ جوشش، دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۴۱ء، ص۳ عرضِ حال

(۲) ایضاً، ص۸۹ (۳) ایضاً، ص۹۱ حواشی (۴) ایضاً، ص۹۲

(۵) ایضاً، ص۹۲ (۶) ایضاً، ص۴ متن (۷) ایضاً، ص۹۷ حواشی

(۸) ایضاً،ص۱۶۳متن (۹) ایضاً،ص۱۰۰حواشی (۱۰) ایضاً،ص۴متن

(۱۱) ایضاً،ص۱۰ (۱۲) ایضاً،ص۳۲

(۱۳) قاضی عبدالودود(مرتب)تذکرۂ شعرا، ابن امین اللہ طوفاں، پٹنہ: آزاد پریس سبزی باغ،۱۹۵۴ء، مقدمہ

(۱۴)ایضاً، (۱۵)ایضاً، (۱۶)ایضاً، (۱۷)ایضاً،ص ایک متن (۱۸) ایضاً،ص۲۰حواشی

(۱۹) قاضی عبدالودود(مرتب)دیوانِ رضا عظیم آبادی، پٹنہ: ادارۂ تحقیقاتِ اردو،۱۹۵۶ء،ص۲ پیش گفتار

(۲۰) ایضاً، حاشیہ (۲۱) ایضاً،ص۱۱مقدمہ (۲۲) ایضاً،ص۱۵مقدمہ

(۲۳) قاضی عبدالودود(مرتب)قاطع برہان ملقب بہ درفش کاویانی ورسائل متعلقہ، پٹنہ: ادارہ تحقیقاتِ اردو،۱۹۶۹ء، پیش گفتار

(۲۴) قاضی عبدالودود(مرتب)دیوانِ نوازش، پٹنہ: خدابخش لائبریری،۱۹۹۳ء،ص۱۲مقدمہ

(۲۵)کلیم الدین احمد(مرتب)دیوانِ جہاں، بینی نرائن جہاں، پٹنہ: احمد لیبل آرٹ پریس،۱۹۵۹ء، حرفِ آغاز

(۲۶)ایضاً، (۲۷) ایضاً، (۲۸)ایضاً،ص ایک متن

(۲۹)ایضاً،ص۵متن (۳۰)ایضاً،ص۲۱۵متن

(۳۱)کلیم الدین احمد(مرتب)دو تذکرے، پٹنہ: لیبل لیتھو پریس،۱۹۵۹ء، مقدمہ

(۳۲)ایضاً،ص۳ تذکرہ شورش (۳۳)ایضاً،ص۴ تذکرہ شورش

(۳۴)ایضاً،ص۵ تذکرہ شورش (۳۵)ایضاً،ص۶ تذکرۂ عشق

(۳۶)کلیم الدین احمد(مرتب)کلیاتِ شاد، جلد اول، پٹنہ: بہار اردو اکادمی،۱۹۷۵ء،ص۱۴۱حاشیہ

(۳۷)ایضاً،ص ۲۰۹متن (۳۸)ایضاً، حاشیہ

(۳۹) سید شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی(مرتب) طبقات الشعرائے ہند، کریم الدین، پٹنہ: ادارۂ تحقیقاتِ عربی وفارسی،ص۲۷حاشیہ

(۴۰) سید شاہ عطاء الرحمٰن کاکوی(مرتب)تذکرہ مسرت افزا، ابوالحسن امیر الدین امر اللہ الہ آبادی، پٹنہ: ادارہ تحقیقاتِ عربی وفارسی،۱۹۶۸ء، مقدمہ

(۴۱) سید شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی(مرتب)دیوانِ خواجہ امین الدین امین عظیم آبادی، پٹنہ: ادارہ تحقیقاتِ عربی وفارسی، عرضِ مرتب

(۴۲)ایضاً،ص۲۲۷متن (۴۳)ایضاً، (۴۴) ایضاً،ص۲۴۱متن

(۴۵) ایضاً، (۴۶) ایضاً، ص ۲۴۵ متن

(۴۷) حمید عظیم آبادی (مرتب) میخانۂ الہام یعنی دیوانِ شاد، نواب سید علی محمد شاد عظیم آبادی، پٹنہ: برقی مشین پریس بانکی پور، ۱۹۳۸ء، مقدمہ، ص ایک متن

(۴۸) ایضاً، ص ۴۰۰

(۴۹) میخانۂ الہام، شاد عظیم آبادی، سکھر: المہران ڈسٹرکٹ کلچرل ایسوسی ایشن، دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۲ء، ص ۲۵۲ طبع دوم

(۵۰) حمید عظیم آبادی (مرتب) شہیدانِ رضا یعنی مراثیِ شاد جلد اول، پٹنہ: اسلامی پریس گورہٹہ پٹنہ سٹی، ۱۹۵۲ء، ص ایک متن

(۵۱) ایضاً، ص ۹۴

(۵۲) حمید عظیم آبادی (مرتب) سروشِ ہستی، شاد عظیم آبادی، پٹنہ: کتاب منزل سبزی باغ، ۱۹۵۶ء، ص ۲۶ مقدمہ

(۵۳) ایضاً، ص ایک متن (۵۴) ایضاً، ص ۱۴ متن (۵۵) ایضاً، ص ۱۸۷

(۵۶) حمید عظیم آبادی (مرتب) فروغِ ہستی، شاد عظیم آبادی، پٹنہ: حمیدیہ برقی پریس، ۱۹۵۷ء، ص ۱۴ مقدمہ

(۵۷) ایضاً، ص ۸۵، ۸۶ متن

(۵۸) فاطمہ بیگم (مرتب) لمعاتِ شاد، شاد عظیم آبادی، لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، ۱۹۶۳ء، ص ۲۳ متن

(۵۹) حبیب الرحمٰن چغائی (مرتب) دیوانِ رنجور، رنجور عظیم آبادی، پٹنہ: خدا بخش اورینٹل لائبریری، ۲۰۰۰ء ص ۵ حرفِ آغاز

(۶۰) ایضاً، ص ۳ متن

(۶۱) ایضاً، حاشیہ (۶۲) دیوانِ رنجور مرتبہ حبیب الرحمٰن چغائی، ص ۵۵ متن

✿✿✿